خزان باغ رسالت مین جسکو علم نہین
چمن یہ بھول رہا ہے کہ دام ہو ہم کا

یہ وہ حسین ہی بے سر پڑا ہی جس کا تن
یہ وہ حسین ہے جسکو ملا نہ گور و کفن
یہ وہ حسین ہے جس بن نہین ہے پیراہن
کہ جس حسین کا تو غمگسار ہر دم کا

پہنچ کے اس سے گلے آبدیدہ ہوتے تھا
ہر ایک زخم سے یون منہ لگا کے روتے تھا
گدا اپنے اشک سے اسکا غبار دھوتے تھا
کہ جس طرح سے گرے گل پہ دانہ شبنم کا

کہا یہ رو کے نہین سر جو لے پدر تیرا
علم یہ سر ہی تن اس جا مدینہ گھر تیرا
یہین سر کے تیرے تصدق کمان ہو سر تیرا
مجھے نظر نہین آتا ملاپ باہم کا

برہنہ اونٹون پہ بے جان خواہر و مادر
چلے ہین شام کو یون چھوڑ کر نبی کا گھر
گلے مین انکے نہ کرتا نہ انکے سر چادر
بیان انھونکے سے یہ صورت مجسم کا

کہا یہ کیا کیا ان اشقیائے امت نے
کہ فائدہ نہ کیا کچھ تری نصیحت نے
انھونکو یان نہین گھیرا ہے انکی شامت نے
مجھے نواسا نہ سمجھے رسول اکرم کا

غرض وہ نعش پدر سے یہ حرف کہتا تھا
شفیق اس کے ایسا وہ کون رہتا تھا
اور اسکا خون دل آنکھونکی راہ بہتا تھا
لہو جو پاک کرے اُس کے دیدۂ نم کا

کہ خوشی سے کسی غم سنے یہ حکایت سب
ہر ایک روویگا تا روز حشر روز و شب
تو پھر جہان مین یار و خوشی رہیگی کب
بپا کرے گا دمامہ حسین کے غم کا

ترے نصیب جو سودا ارو دلا دے یا رو دے
یہ رو سیاہ تو ایسا نہین جسے ہو قے
جز اشک نامۂ اعمال کس طرح دھوئے
تلاش مرثیہ گوئی سے دام و درہم کا

مرثیہ امام قاسم

یار دستم تو یہ شنو چرخ کہن کا
سنجوگ یہ پھاندھا ہے دولھا سے دلہن کا
ٹھانا ہے عجب طرح سے بیاہ ابن حسن کا
جو تار کفن کا ہے سو ڈورا ہے لگن کا

دو حرف لگن اس بیاہ کا زنہار نہ مانون
گردون کے کھڑے بیٹے ہین سب سینہ و زانون
گردار فلک مین نہ سمجھتا ہون تو جانون
بھر طاس دھرا خون کا ہے نام لگن کا

تم دلیہ خلائق سے عوض منڈھے کے چھایا
دولہن کو بدل جوڑے کے رنڈ سالہ پہنایا
سر شہ کا جگہ تیل کے نیزے پہ چڑھایا
ہے خلعت نوشہ کیلئے فلک کفن کا

اور کیا کہوں مین بیاہ کی نوبت جو دھرائی
گھر کو بعوض روشنی کے آگ لگائی
بچاتی ہے زن و مرد کی دن رات دہائی
لے شعلے سے ہرگز نہ بچا تار رسن کا

کیونکہ یہ تماشے نہ کرے چرخ نظارے
ہر آلے سے لپٹے ہوئے آتے ہین شرارے
آہین تو ہوائی ہین اب اور تنک ستارے
منھ دل کا انار دکی ہو ارشک دہن کا

آرائش اب اُس بیاہ کی کیا مین کرون اظہار
ہر زخمی کے وان گھاٹ تھی اک تختۂ گلزار
کس طرح تھی وہ چشم خلائق مین نمودار
ہر لوتھ پہ چادر تھی گویا رشک چمن کا

سینے کو یہ کچھ دیکھ زن و مرد نے کوٹا
آرائش شادی کے بدل گھر کو یہ لوٹا
لاش کو ہجوم آکے تماشائی کا ٹوٹا
چھوڑا کسی سمدن کے نہ پھر رخت بدن کا

رنگ کھیلنے کا شادی کے دیکھا یہ عجب طور
معلوم ہوا تب جو براتی مین کیے غور
جز خون کی چھینٹون کے نہ تھا کپڑون پہ کچھ اور
رنگ کھیلنے کی جا انھین میدان تھا رن کا

کاٹا ہوا وہ سر تھا جو ساچق کا جتادا
دولھن نے لیے آئین دولھا کی چڑھاوا
گردن کا خط زخم تھا مٹکے کا کلاوا
ساچق کا یہ دستور ہے کہ کس کے وطن کا

جو خوان کہ دولھن کے لیے مہندی کا آیا
دولھا کا لہو ہاتھو مین دولھن نے لگایا
تھا خسرو خسر پورہ کا خون آئین جمایا
یہ رنگ ہے شادی مین زمانے کے چلن کا

دولھن کو شب عقد جو مین ملکے سنوارا
جسکے لیے سب کچھ تھا گیا رن مین وہ مارا
بولا یہ رنڈاپا کہ خدا سے نہین چارا
کیا فائدہ اب اُسکے سنگار اور برن کا

نتھ کو تو اتار اُس سے کرو میرے حوالے
لوتھ آئی ہے اُسکی مین کہان پہنچنے والے
اور خاک کہو اسکو سر اپنے مین یہ ڈالے
اب وقت نہین اور کسی حرف و سخن کا

کیا شہ کی سواری کی کوئی قصے کو باندھے
سہرے کے تئین سر سے کھاٹ کے باندھے
بن سر لیے آتے ہین اُسے چار کے کاندھے
اسطرح چڑھا بیاہنے شہزادہ مدن کا

گرد اُسکے براتی سر و صورت سے ملے خاک
فریاد و فغان اونکی سے پر گنبد افلاک
سب چاک گریبان کیے با دیدۂ نمناک
نے اشک تھما مرد کا یہ دیکھ نہ زن کا

کہتا تھا ہر اک دیکھ کے دولھا کی یہ سنگت
مان باپ کی لڑکی کی گئی ہائے کدھر مت
اس گبرو کی شادی ہوئی ہے گور سے نسبت
چھوڑیگا سہاگ اُسکا نشان اسکے نہ تن کا

دولھن کے جو گھر پہونچے تو سب جہیز پہ مل گرد
پیٹے سر و صورت کو بہم ملکے زن و مرد

کہتا تھا ہر اک رو رو یہ بھر بھر کے دم سرد
تھا عقد کہ عقدہ تھا یہ پانی دیون کا

کہتا تھا سر و سینہ بجائے دہل و دف
تھا عود کے مجمر کے عوض سینۂ پر تف
ماتم کی بچھی شادی کے منڈوے کے تلے صف
ہر ایک کا دل آمین تھا انگارا اگن کا

دولھن کی گل انجوان کی لڑی ٹوٹ کے کلہار
چھاتی پہ نظر آتا ہی جس تیر کا سوفار
دولھا کے لیے سہرا تھا لوہو کی ہر اک دھار
دیتا تھا نشان خلق کو یان خورۂ دہن کا

شربت کی تو وان رسم کا کیا ذکر تھا اس آن
جو بھون کی جگہ خون جگر کھا گئے مہمان
پانی کیلیے سارے قبیلے کی گئی جان
شادی تھی کہ طوفان تھا اک رنج و محن کا

دولھا جو سلامی کے لیے ساہوری آیا
اور اسکے لیے خلعت شادی جو رنگایا
گھوڑا تو کہان تختۂ تابوت بنایا
ڈوبا لہو مین بیاہ کے دن رخت بدن کا

لیجاینگی دُلھن کے مین کیا لاؤن زبان پر
پیچھے تھی دُلھن ناقے پہ بے مقنع و چادر
آگے تو جدا تن سے ہو دولھا کا چلا سر
تھی ہاتھ مہار اسکے جو تھا بھائی دُلھن کا

مان کہتی تھی دولھن کی یہ رو رو کے ہر اک دم
اب لوگ کٹم کے یہی کہتے ہونگے باہم
بیٹی کے رنڈاپے سے بھی ہی مجکو بڑا غم
اس دولھا کو بیراہوا نیک دُلھن کا

یہ بولتے ہونگے جو دہ ہین لوگ جوائی
دولھا کے تئین شکل نہ دولھن کی خوش آئی
کرتا ہی شب تخت کوئی گھر سے جدائی
دیکھ آرسی مصحف جو کیا قصد عدن کا

کوئی تو کہیگا ہی عجب بھاگ کی دولھن
بولی کوئی مین کیا کہون شادی کا یہ اوگن
بیوہ یہ کہانے لگی ہوتے ہی سہاگن
گھر کھو رسالت کی مٹا سر و چمن کا

چھیدے ہین یہ کلیجے کو مرے خلق کی باتین
اور خلق سمجھتی نہین یہ دہر کی گھاتین
سن سن کے گذرتی ہین بھے بیٹی کی راتین
کیا گلہ کرون انکی زبان اور دہن کا

بیٹی کا جلا یا جو ہے کیونکر وہ بتاؤن
آنکھین کہو کسطرح مین سمدھن سے ملاؤن
ہین سر تن داماد مین کس کسکو دکھاؤن
اس شادی مین جب نور گیا اُسکے نین کا

منہ دیکھنا بیٹی کا مری اسکو ہوا ننگ
سینے سے فلک کے یہ شب عقد گرا سنگ
اس بیاہ مین اب زندگی اپنی سے وہ ہی تنگ
تن ٹکڑے کیا جن نے کہ یون اُسکے رتن کا

کرتے تھے جہان مین غرض اب مادر و دختر
چھٹا اُسکے کہون کیا کہ مین ان باتونکو آکر
اسجا یہ نظر آئے تھا ہنگامۂ محشر
ہوتا تھا جگر آب زمین اور زمن کا

سودا نہ لرز اپنے تو اعمال کے جون بید
جس روز تمازت پہ قیامت کا ہو خورشید
اس مرثیہ کے کہنے سے رکھو ہین یہ امید
سایہ ہو ترے سر پہ شہیدونکے دامن کا

مرثیہ

احوال روزگار مورخ لکھا کیا
تحریر جب سے واقعۂ کربلا کیا
کوئی پڑھا کیا اُسے کوئی سُنا کیا
لیکن کہین نہ پڑھکے ملاعین نے کیا کیا

راوی کہے ہے جنگ نے پایا جب انصرام
کاٹا تھا چڑھکے چھاتی پہ جن نے سر امام
آل نبی کے خون سے دھو کر سب اہل شام
پیچھے کھڑے ہوا سکے دوگانا ادا کیا

پڑھکر نماز جمعہ کی اور خطبۂ یزید
لوٹا سب اسطرح سے کہ نے دیدنے شنید
غارت کیو اسطرح دھسے خیمے مین وہ پلید
گھر سیل نے بھی یون نہ کسی کا صفا کیا

یہ دخل کیا بچا ہو کسی پاس تار نہ زر
باہر کیا نکال کے سب کو برہنہ سر
چادر رہی حرم مین کسو کے نہ سر اوپر
جتنے تھے اہل بیت انھین بے ردا کیا

پہلے یہ چاہتے تھے لعینان کربلا
بولا انھون مین ایک نہین کام یہ بھلا
خیمہ سمیت اہل حرم دیجیے جلا
شاید کہے یزید مری بے رضا کیا

آپس مین پھر یہ بولے کہ مت لوٹ پر مرو
نیزون پہ اپنے انھین جلد تم دھرو
لوتھون سے بوترابیون کے سر جدا کرو
مال و منال تھا جو کچھ ہم ایک جا کیا

القصہ پہلے کاٹ کے سر اُنکے وہ لعین
پھر کاٹ سر انھونکے جو تھے اور مومنین
اُن لوتھون مین جو تھے کوئی ذی رحم شاہ دین
نیزون پہ لیکے رکھکے انھین برملا کیا

بیسر مین جو لوتھین دیا خاک و خون مین ڈال
پہونچا جو ایک شیر تو ڈر اُن سے وہ شغال
چاہا کہ اُنکو گھوڑون سے کروادین پائمال
لیکن خیال خام کو دل سے جدا کیا

پھر ابن سعد پاس وہ آئے سیاہ رو
نیزون پہ سر کئے ہین یہ ہم اُنکو دیکھ لو
بولے کہ کیجیے وہ بھی جو کچھ اور کام ہو
کچھ دو ہین کہ کام یہ تم نے بڑا کیا

سنکر یہ اُس لعین نے دیا اُنکو یہ جواب
اب گھیر لاؤ جاکے اسیرون کو تم شتاب
جا شام مین یزید سے تم ہوگے فیضیاب
مین قصد اس مکان سے اب کوچ کا کیا

لائے اُنکو جب حرم کے گئے سب وہ نابکار
اونٹون پہ مار مار کے کرنے لگے سوار